هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۔/۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خصوصی فضائل

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم وَمُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِيْ سُفْيَان اَحْلَمُ اُمَّتِيْ وَاَجْوَدُهَا۔ (تطہیر الجنان)

سیدنا معاویہ سلام اللہ تعالیٰ علیہ و رضوانہ امت مسلمہ کے چھٹے خلیفہ برحق اور امام عادل و راشد ہیں۔ جنھیں گوناگوں فضائل و کمالات حاصل ہیں ——— آپ کا پورا خاندان جس میں آپ کے والد بزرگوار حضرت ابوسفیان، والدہ حضرت ہند، برادر بزرگ حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شرفِ صحبت حاصل ہے اور ان کی ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ طیبہ سے قبل حبشہ کی ہجرت اور پھر ام المومنین ہونے کی سعادت نصیب ہے۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضؓ، قائدنا الاعظم محمد عربی روحی و جسدی فداہ کے برادر نسبتی اور خال المسلمین (مسلمانوں کے ماموں) ہوتے ہیں۔ اربابِ سیر نے نبی کریم علیہ السلام کے کاتب حضرات کے جو اسمار گرامی لکھے ہیں ان میں حضرت معاویہ بھی شامل ہیں لیکن امام حرہین احمد بن محمد کے بقول ان میں سب سے زیادہ کام کرنے والے زید بن ثابت اور معاویہ بن ابی سفیان تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جبکہ بخاری شریف کے شارح علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی ہے ——— مسند احمد میں حضرت الامام احمد بن حنبل قدس سرہٗ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالہ سے نبی محترم علیہ السلام کی دعا نقل کی ہے کہ

”اے اللہ! معاویہ رضؓ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم سکھا اور انہیں عذاب سے بچا۔“

اور امام ترمذی قدس سرہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ مدنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ السلام دعا فرماتے

”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کی راہ بتلانے والا بنا، اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔“

صاحب تطہیر الجنان کے حوالہ سے جس طویل روایت کا ٹکڑا اوپر نقل کیا گیا اس کو حافظ حارث بن اسامہ نے نقل کیا۔ اس میں خلفاء راشدین، اور بعض دوسرے صحابہ علیہم الرضوان کے فضائل بیان کر کے یہ الفاظ فرمائے گئے جن کا معنی ہے کہ

”میری امت کے بڑے صاحب حلم و سخاوت معاویہ بن ابوسفیان ہیں“

اور محب طبری نے ایک طویل روایت اسی قسم کی نقل کی اس میں ہے کہ

”معاویہ رضؓ میرے صاحب اسرار ہیں جس نے ان سے محبت کی اس نے نجات پائی اور جس نے ان سے بغض رکھا وہ ہلاک ہو گیا۔“

(باقی ۲۳ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۱۷
۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ • ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء

——— رئیس الادارہ ———
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

——— مجلس ادارت ———
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

مذاکرات ——— اتحاد

آج کل دو باتوں کا بڑا چرچا ہے ایک تو حکومت اور سیاسی پارٹیوں (؟) کے رہنماؤں کے مذاکرات کا دوسرے مختلف سیاسی پارٹیوں کے آپس کے اتحاد کا ——— آیئے ان پر ذرا اچٹتی سی نظر ڈالیں۔

(۱)

سیاسی پارٹیوں پر پابندی کے باوصف سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کے کھیل کی ابتدا جے، یو، پی کے رہنماؤں سے ہوتی۔ حقیقی جمعیۃ علماء اسلام کے قائد و رہنما مولانا عبیداللہ انور نے اور بعد ازاں امیر محترم، مخدوم گرامی مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے اہل اقتدار کی نیتوں کو بھانپ کر جو فیصلہ کیا وہ تاریخی ہے اور ہم رب کعبہ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ اس نے ہماری لیڈرشپ کی صحیح سمت رہنمائی فرمائی ——— جزاھم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

بعد ازاں پیر پگاڑہ صاحب، اشرف خانصاحب، مولانا معین الدین لکھوی اپنے احباب سمیت مل چکے ہیں۔ جناب کوثر نیازی اور میاں طفیل محمد صاحب ملنے والے ہیں۔ صدر کے معتمد خصوصی جنرل عارف ۴ سال سے نظربند اصغرخاں صاحب سے طویل ملاقات کر چکے ہیں۔ پی، پی، پی کے معتدل رہنماؤں سے ملاقات کا امکان ہے۔ میاں طفیل محمد صاحب بھی اس کی ضرورت کا احساس فرما کر توجہ دلا چکے ہیں ـــ

ملاکرات کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ اخبارات سے بہت کچھ سامنے آ رہا ہے۔ تاہم اندرونی کہانیوں کے ماہرین جو اس ملک میں دوہرا رول ادا کرتے ہیں۔ وہ ضرور خامہ فرسائی کریں گے۔ اس نوع کی خامہ فرسائی ہم بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن فائدہ ؟ اس لئے اصل بات کا مختصراً ذکر کرنا ضروری ہے کہ دوش ہوا پر سوار حکمران اپنے اقتدار کے ساتویں سال میں ہیں۔ اسلام اور جمہوریت کے دو ہی ان کے

پاس نعرے تھے ان کا حشر سامنے آچکا۔ اس صورت حال پر مخلصین انہیں توجہ دلاتے تو وہ پرواہ نہ کرتے۔ اب بیرونی اور اندرونی حالات نے انہیں جھنجھوڑا ہے تو سیاست کے کالعدم ہونے کے باوصف انہوں نے سیاست دانوں کو یاد کیا لیکن ہم علی وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ نتیجہ کچھ برآمد نہ ہوگا۔ قومی اتحاد کے قد آور رہنماؤں نے اعتماد کر کے جو کچھ حاصل کیا تھا موجود رہنما وہی کچھ حاصل کریں گے اور ڈھاک کے تین پات والا معاملہ ہوگا ــــ نورانی صاحب کو اسلام آباد لانے کی غرض سے ان پر پابندیاں اٹھائی گئیں۔ ملاقات کے بعد ارشاد ہوا ــــ کہ "مذاکرات ان کی خواہش پر ہوئے ہماری دعوت پر نہیں"۔

یہ ہیں سیاسی اخلاق، اے کاش جاننے والے سوچتے اور مومنانہ فراست سے کام لیتے اور اس حدیث پر ان کا عمل ہوتا کہ "مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جاتا" ــــ بہر طور شوق لے گیا اسلام آباد کی سیر ہو گئی اللہ اللہ خیر سلّا۔

ارباب اقتدار سے عرض یہ کرنا ہے کہ اب آپ نے ماشاء اللہ مذاکرات کا فریضہ بھی نمٹا لیا۔ اہل سیاست کی سوچ میں جو اختلافات ہیں انہیں بطور ہتھیار استعمال کر کے آپ اپنی عمر شاید کچھ بڑھا لیں لیکن نوشتۂ دیوار کو پڑھنا ضروری ہے ــــ ہم آپ سے اسلام نہیں مانگتے بلکہ درخواست کرتے ہیں کہ اس مظلوم پر رحم کھایا جائے اور اسے چھوڑ کر آپ وہ کر گذریں جو آپ چاہتے ہیں، آج تک آپ کی چاہت کا علم نہیں ہو سکا کوئی تبصرہ کرے تو کیا اور رائے قائم کرے تو کیسی؟ ہمیں امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرما کر مزید وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں گے اور اپنی من پسند نظام جو بھی ہے اسے سامنے لا کر اس کے حسن و قبح قوم کی رائے لینے کا اہتمام کریں گے۔ موجودہ تلخیاں اسی طرح دور ہو سکتی ہیں اور حالات اسی طریق سے اعتدال پر آ سکتے ہیں رب العزت آپ کو اخلاقی جرأت سے نوازے۔

(۲)

ایک اتحاد پہلے موجود ہے بنام ایم۔آر۔ڈی۔ اس کے شرکاء میں پی، پی، پی ہے۔ این، ڈی، پی ہے، پی۔ڈی۔پی ہے، تحریک استقلال ہے، لیگ کا خواجہ گروپ ہے، بعض دوسری جماعتیں ہیں اور مفتی محمود خلد آشیانی کو اس کا بانی کہہ کر اپنی جماعت کے دو ٹکڑے کرنے والے بعض اکابر و اصاغر ہیں۔ (اللہ تعالیٰ انہیں رحمتوں سے نوازے اور گھر واپسی کی توفیق بخشے۔ ایم۔آر۔ڈی جو کچھ ہے وہ سامنے آ چکی ہے اس کی تحریک ۱۴ راگست سے جاری ہے خیال تھا کہ جمعیۃ (؟) کے مشائخ گرفتاریاں دے کر کھیل گرم کریں گے لیکن افسوس کہ ہماری حسرت پوری نہ ہوئی اس کا تمام زور سندھ کے مخصوص علاقوں میں پڑ رہا ہے جس کے خطرناک عواقب سے صرفِ نظر کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔

اب ایک دوسرے اتحاد کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔ ہم بڑے ادب سے درخواست کریں گے۔ کہ "بظاہر اتحاد باطنی دشمنی وحسد" (قرآن کے الفاظ ہیں) کے مقابلہ میں "بباطن حسد اور بظاہر حسد" زیادہ اچھا ہے۔ یو، ڈی، ایف اور قومی اتحاد کے معاملات ہمارے سامنے ہیں۔ اتحاد ضرور ہوتا ہے لیکن ڈفلی ہر ایک اپنی بجاتا ہے اے کاش! قومی اتحاد کی جماعتیں ان حلفوں اور وعدوں کا پاس کرتیں جو لاکھوں کے مجمع کے سامنے دہرائے گئے لیکن وہ سب باتیں پادر ہوا ہوئیں اس ہاتھی کے دانت کی پالیسی کا نتیجہ سنگین انتشار کی شکل میں سامنے

آیا ــ یہ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ تھی اور ہے ــــ سنگین اور شدید ــــ

اب اتحاد کی باتیں بھی ہیں اور دشمنی کا اظہار بھی مثلاً سواد اعظم کے دعویداروں کی طرف سے گذشتہ عرصہ میں جس طرح مسجدیں افتراق کا اکھاڑہ بنیں اس پر کوئی اظہار ندامت و پشیمانی؟ ہمیں تو معلوم نہیں کسی کے علم میں ہو تو ہمیں بھی آگاہ کر دے۔ ہم ممنون ہوں گے ــــ جے، یو، پی کے رہنمائے اکبر نیازی صاحب نے اپنے انٹرویو میں مفتی محمود، نوابزادہ نصر اللہ اور اشرف خاں کے خلاف جو طوطا مینا چھوڑے ہیں اور ان پر بددیانتی کا الزام لگایا ہے، اتحادی گفتگو کے ساتھ ساتھ ایسی زبان عجیب سی ہے؟ ہمارے نقطہ نظر سے یہ اتحاد سابقہ اتحادوں کا چربہ ہوگا جس کا انجام ایک نئے المیہ کی شکل میں رونما ہوگا اور بس۔

اس لئے درخواست ہے ارباب سیاست سے جو واقعتہً ہیں یا جنہیں حادثوں نے بنا دیا ــــ کہ اپنا اپنا پلیٹ فارم قائم رکھو، اتحاد تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ نعمت کے حصول کے لئے جذبات تشکر کی فراوانی ضروری ہے، جہاں ایک ایک نعمت کی بھد اڑائی جائے وہاں اتنی بڑی نعمت کیسے نصیب ہوگی؟ اور اگر اس نعمت کے حصول کا شوق ہے تو پھر اپنے ماضی کا جائزہ لے کر اپنی غلطیوں کا سرِعام اعتراف کر کے آگے بڑھیں، آئندہ کے لئے خلوص کا وطیرہ اختیار کریں پھر برکت بھی ہوگی اور اتحاد مؤثر بھی ہوگا۔

جہاں فرقوں کی بنیاد پر اور غداری و حب الوطنی کے نام پر سیاست کا کاروبار چمکے وہاں اتحاد کی باتیں کسی کو زیب نہیں دیتیں۔ آپ تسلیم کر لیں کہ آپ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے سیاست نہیں کر رہے۔ ایسا ہوتا تو آپ کا انداز فکر اور ہوتا خدام اسلام و مسلمین کے لچھن یہ نہیں ہوتے جو آپ کے ہیں اللہ تعالیٰ کی رسّی میں مضبوط بندھ جائیں تو اتحاد میں مزہ ہے ورنہ ایک سراب اور ماضی کے المیوں کی طرح ایک المیہ دہرانے کی ضرورت نہیں ــــ اور حرف آخر کے طور پر غلط نہ ہوگا کہ ہم ما انا علیہ و اصحابی کی نبوی حقیقت پر عمل پیرا ارباب عزیمت اور بلا نوشانِ محبت سے عرض کریں کہ امام ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کا فکر و فلسفہ آپ کے پاس ہے۔ اس دھرتی پر دعوت و عزیمت کی دنیا میں آپ کے یادگار نقوش ہیں، آپ بیابانوں اور کوہ و دشت سے ٹکرانے والے لوگ ہیں اور بلند مقاصد کے لئے چیونٹی کو شکر کھلانا آپ کا شیوہ رہا ہے۔ اٹھیں اور اپنے گھر کے روٹھے ہوؤں کو مطمئن کر کے اپنا گھر سنواریں۔ آپ کا یہ کام رسمی اتحادوں پر بھاری ہوگا۔ اور اس کی برکت چند دن میں آپ دیکھ لیں گے۔

ربِّ محمدؐ (علیہ السلام) ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز کر اپنے دین کا سچا درد اور اس پر مرمٹنے کا جذبہ نصیب فرمائے ہماری فکر و عمل کے دھارے درست ہو جائیں اور ہم شہداء اللہ فی الارض کا رول دنیا میں ادا کر سکیں۔ اللّٰھم آمین بجرمۃ النبی الکریم، علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد سعید الرحمٰن علوی

۲۰ محرم ۱۴۰۴ھ

کشمیر کے احباب متوجہ ہوں

جناب عتیق الرحمٰن صاحب موضع بل دھرم منڈیالہ ضلع پونچھ خود پڑھیں یا کوئی صاحب انہیں جانتے ہوں تو فوراً مجھ سے رابطہ کریں۔ سید امیر علی قریشی صاحب پاکستان آنے والے ہیں وہ ان سے ملنا چاہتے ہیں۔

احقر محمد سعید الرحمٰن علوی

۱۲۔ اے شاہ جمال لاہور ۱۶

مقالہ خصوصی

ربّ کعبہ کے آستانہ پر ایک ضعیف وناتواں کی فریاد

خدام الدین کی اشاعت مجریہ ۸ اگست کا اداریہ بعنوان شیعہ رہنما ـــــ مفتی جعفر حسین کا انٹرویو، شائع ہوا تو برادران اہلسنت نے اس پر قلبی مسرت کا اظہار کیا اور بہت سے بزرگوں اور عزیزوں نے اپنی پرخلوص دعاؤں سے نوازا ـــــ

لیکن ہمارے محترم حکمرانوں کو یہ بات پسند نہ آئی، انھوں نے تنبیہہ کے عنوان سے ایک نوٹس ہمیں بھجوایا جو ۹ راکتوبر کو جاری ہوا۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ اس اداریہ سے شیعہ فرقہ کے احساسات مجروح ہوئے ہیں اس لئے آپ کو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ آپ ایسی باتوں سے گریز کریں۔

للہ الحمد کہ ہمارے مہربانوں نے ہمیں یاد فرمایا اور موقعہ بخشا کہ ہم اس حوالہ سے ان سے کچھ عرض کر سکیں۔

یہ بات کسی بحث کے بغیر کہی جا سکتی ہے کہ اس ملک کو اسلام کے نام پر بنایا گیا اور اول و آخر اس کی بقا و استحکام کا انحصار اسلام ہی پر ہے۔

لیکن جو ستم ظریفی کا کھیل یہاں کھیلا جا رہا ہے وہ کسی المیہ سے کم نہیں۔ رب العزت کی رحیمی و کریمی کا کرشمہ کہنا چاہئیے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود ہم دھرتی پر موجود ہیں ـــــ علی الخصوص موجودہ دَور اسلام کے معاملہ میں اپنی کرم فرمائیوں کے اعتبار سے انتہائی المناک اور وحشتناک ہے، کہ اس سے قبل کسی نے اسلام کو اس طرح اپنی توجہات کا مرکز نہ بنایا تھا لیکن اب اسے اپنی توجہات کا مرکز بنا کر جس طرح رسوا کیا جا رہا ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔

صرف شیعہ حضرات کا معاملہ دیکھیں کہ اس دَور میں انھوں نے کیا کچھ نہیں کیا اور کس طرح انہیں مواقع فراہم کئے گئے، حکومت زکوٰۃ وعشر کے نظام کے نفاذ پر بڑے بلند بانگ دعوے کرتی ہے لیکن اس وجہ سے جتنے لوگ اپنے عقیدہ سے منحرف ہوئے اس کا کسی کو احساس نہیں ـــــ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلا قدم جو اٹھایا وہ اسلام کے اس اہم ترین رکن ـــــ زکوٰۃ ـــــ کے خلاف سرگرم عمل لوگوں سے متعلق ہی تھا، آپ نے اس معاملہ میں کسی قسم کا لحاظ کئے بغیر سخت اقدام کیا اور ایسے لوگوں کی کمر توڑ کر رکھ دی جو اس رکنِ اسلام کے خلاف سرگرم محاذ تھے ـــــ ایک طرف خیر القرون کے اس مقدس دَور کا یہ عمل ہے دوسری طرف ہم ہیں کہ ہم نے اسلام آباد سے کراچی تک اس فرقہ کو کھلی چھٹی دے دی اور یوں کھلی سڑکوں پر اسلام اور اسلامی روایات کا مذاق برداشت کیا ـــــ اس مہم کے قائد مفتی جعفر حسین تھے جنہوں نے اپنی وفات سے چند دن قبل روزنامہ جنگ جیسے وقیع اخبار کو انٹرویو دے کر ہماری غیرت کو چیلنج کیا بلکہ حکمرانوں کو سرِ بازار للکارا، اس انٹرویو پر کسی کے احساس وجذبات مجروح نہ ہوئے ہم نے نوٹس لیا تو یاروں کے احساس مجروح ہو گئے۔

مفتی صاحب کے علاج معالجہ پر خصوصی توجہات رہیں اور ان کے مرنے کے بعد ایک شیعہ رہنما کے بقول انہیں داعی اتحاد کہہ کر ان پر مسلسل پھول برسائے گئے لیکن اتحاد کے لئے ان کا جو رویہ تھا وہ ڈھکا چھپا نہیں ـــــ انھوں نے تفریق کا واضح راستہ اپنایا اور شیعہ اقلیت کو اس ڈگر پر ڈال گئے ـــــ

ان کے امام و قائد خمینی ہیں جو سعودی عرب جانے والے ایرانیوں کو احتجاج کی تلقین کرتے ہیں اور پھر احتجاج میں وہاں بیت المقدس کے ساتھ ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو کافروں (؟) کے تسلط سے آزاد کرانے کے نعرے لگتے ہیں ـــــ اس کے باوجود وہ ہمارے بھائی ہیں ؟ ـــــ اس بھائی چارے کی سمجھ آج تک ہمیں نہیں آئی اور جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں ان کی غفلت و مدہوشی یا تجاہل عارفانہ پر غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی ـــــ توحید باری تعالیٰ سے لے کر رسالت تک، انبیاء علیہم السلام کی معصومیت سے لے کر حفاظت قرآن اور ناشرین قرآن صحابہ کرام تک ہر معاملہ میں واضح اور شدید اختلافات کے باوصف بھائی چارگی کا مفہوم ہم نہیں سمجھ سکے ؟ ـــــ اور پھر ارباب نظم کا معاملہ دیکھیں تو اور تعجب ہوتا ہے۔ محرم کے ابتدائی دس دن ریڈیو، ٹی وی سے جو کچھ نشر ہوتا ہے اور ان دس دنوں سمیت سارا سال مجالس کے نام پر جو تقریریں ہوتیں پوسٹر چھپتے اور رسائل جاری ہوتے ہیں کبھی ان میں سے کسی کا نوٹس لیا گیا ؟ آخر ہمارے بھی احساسات ہیں، ہم بھی جذبات رکھتے ہیں آپ نے یہ دوہری پالیسی کیوں اختیار کر رکھی ہے کہ ملک کے اصل اور اکثریتی طبقہ کو لتاڑنا اور باقی سب کو چھٹی ؟ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گواہ بنا کر اپنے رب سے وعدہ کرتے ہیں کہ زبان وقلم کا جب تک ساتھ ہے حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے کی ریت اپنائے رہیں گے، اس راہ میں نازک موڑ آ سکتے ہیں، اپنی کمزوری کے پیش نظر ان سے حفاظت کی دعا کے ساتھ ہی ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو رب کائنات سے استقامت ومدد کی درخواست کرتے ہیں کہ وہی اصل داتا، مالک اور معین و مددگار ہے۔ ظالموں، ناانصافوں اور دین دشمنوں کی کلائی موڑنا اور اپنے دین کے خادموں کی مدد اسی کا کام ہے ـــــ

اے اللہ تو ہمیں سچائی کا علمبردار بنا، حق کہنے اور لکھنے کی توفیق بخش، واقعۃً بھولے ہوئے اور مصلحۃً خاموشی کا شکار لوگوں کو راہ ہدایت دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

حقیر خادم اہلسنت

علوی

۱۶ محرم ۱۴۰۴ھ

دو اہم ترین حادثے

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کے انتہائی عزیز شاگرد مولانا محمد امین صاحب بانی و مہتمم مدرسہ امینیہ ٹاہلی شاہاں راولپنڈی گذشتہ منگل کو عشاء کی نماز کے دوران فرضوں کی دوسری رکعت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم اسلاف کی سادگی و خلوص اور علم و عمل کا پیکر تھے حضرت خلیفہ ارشد پیر خورشید احمد صاحب قدس سرہٗ کے یہاں عبدالحکیم ضلع ملتان میں مدتوں پڑھانے کے بعد، راولپنڈی میں مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ اور مولانا قاری محمد امین کے مدرسہ حنفیہ عثمانیہ میں پڑھایا اور اب ایک عرصہ سے اپنی بنا کردہ عظیم الشان درسگاہ میں مصروف خدمت تھے۔ احقر کے چھوٹے بھائی کے مشفق استاد ہونے کے ساتھ پورے خاندان سے ان کا محبت و شفقت کا معاملہ تھا۔ ادھر راولپنڈی لال کڑتی کے خطیب عم محترم سید چن پیر شاہ صاحب دو روز ہسپتال رہ کر انتقال کر گئے۔ مرحوم مخلص، محنتی، انتھک اور ملنسار بزرگ تھے۔ حفظ قرآن کی دولت عظمیٰ ان کے گھر میں بچہ بچہ کو نصیب تھی۔ ان ہر دو اپنے مخلص و مہربان بزرگوں کے انتقال پر بڑی لجاجت سے رب کعبہ کے حضور دست بدعا ہوں کہ ان کے درجات بلند ہوں، پسماندگان کو صبر نصیب ہو ـــــ جملہ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

غمزدہ : علوی

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عدالت کا مفہوم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

صدق اللہ العلی العظیم ۔

محترم حضرات و معزز خواتین !

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے "عدول اور عدالت" کے متعلق اس سے قبل بھی گفتگو ہو چکی ہے ۔ آج کی صحبت میں بھی اسی عنوان پر کسی قدر اصولی بحث کا خیال ہے تاکہ اس نازک ترین موضوع پر ذرا مزید تفصیلات آپ کے سامنے آ سکیں اور خدام الدین کے ذریعے یہ اصولی اور بنیادی مسئلہ عام ہو سکے ۔ کیونکہ آج کل اس معاملہ میں بڑی بے احتیاطی ہو رہی ہے اور لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا کے مصداق خوفِ خدا سے نا آشنا لوگوں نے اس جماعت حقہ صادقہ پر نکتہ چینی اور ان پر تنقید کو اپنا مشن بنا لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بھلائی کا وعدہ ہے ۔ رب العزت ان سے مکمل عفو و درگذر فرما چکے اور رسول کریم علیہ السلام نے ان کے معاملہ میں ہر نوع کی بدزبانی اور بدگوئی کو شدید ترین جرم ٹھہرایا۔

عدول اور عدالت کا مفہوم

"الصحابة كلهم عدول" کا جملہ آپ کے سامنے ہے ۔ یعنی تمام صحابہ عدول ہیں ۔ یہ لفظ عدل کی جمع ہے اور اصولی طور پر اس شخص کو عدل کہا جاتا ہے جو حق و انصاف پر قائم ہوتا ہے ۔ قرآن میں یہ لفظ وارد ہے ۔ حدیث، کتب تفسیر ہر جگہ اس کے مفہوم پر بحث ہے ۔ حضرات علماء کرام نے اس کا معنی اور مفہوم متعین کیا ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ :-

"انسان مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، اسباب فسق نیز خلاف مروّت افعال سے محفوظ ہو اور بچے ۔"

امام ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تعریف کی مشہور شارح حدیث امام نووی اور امام سیوطی قدس سرہما نے پوری طرح تائید کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :-

"عدل سے مراد وہ شخص ہے جسے ایسا ملکہ حاصل ہو جو اسے تقویٰ اور مروّت کی پابندی پر برانگیختہ کرے اور ابھارے اور تقویٰ سے مراد شرک، فسق اور بدعت جیسے اعمال سے بچنا ہے ۔"

نیز علماء نے لکھا ہے کہ کبیرہ گناہ سے بچنے والا، جس سے بغیر اصرار اور مداومت کبھی گناہ صغیرہ صادر ہو جاتے اور اس کے درست اعمال کا پلڑا صغیرہ گناہوں پر بھاری ہو لیکن جب کوئی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کریگا تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

امت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں ان سے ہر نوع کے گناہ ممکن ہیں اور ایسا ہوا بھی ہے ۔ لیکن "عدل" کی تعریف یہ کی گئی کہ ان سے کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوا، اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے ۔ اگر کسی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو گیا یا صغیرہ پر اصرار ثابت ہو گیا تو اس کی عدالت ختم ہو جائے گی اور یہ شخص اصطلاحی معنوں میں فاسق کہلائیگا تو ان دو عقیدوں اور نظریوں میں جو تضاد ہے اس سے ذہن الجھتا ہے اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایسے تھے کہ بالکل معصوم ہوں ؟ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ گناہ بلاشبہ نہایت مذموم چیز ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی مکافات کا ایک ذریعہ بھی بتا یا ہے اور وہ ہے توبہ، رجوع الی اللہ اور بارگاہ رب العزت میں رو کر، گڑ گڑا کر معافی چاہنا اور آئندہ کو اپنے آپ کو بچانا ۔ صدق دل سے جس نے توبہ کر لی وہ پھر عدل اور متقی کہلائے گا ۔ جیسے سورۂ نور کی آیت ۴-۵ ہے کہ اس میں اس شخص کو فاسق کہا گیا جو پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائے یعنی قذف کا ارتکاب کرے ۔ یہ شخص اگر ۴ باقاعدہ گواہ نہ پیش کر سکے ۔ تو اسے اسّی دُرّے مارے جانے کا حکم ہے اور ایسا شخص مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے اس کی گواہی معتبر نہیں ہوتی ۔ اس کو ذکر کر کے قرآن نے کہا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ کہ ایسے لوگ فاسق ہیں) لیکن متصل فرمایا :-

"ہاں، مگر وہ لوگ جو اس تہمت کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے ۔"

اسی اصول کی روشنی میں ہم نے اوپر عرض کیا کہ گناہ بلاشبہ گناہ ہے لیکن اس کی تلافی سچی توبہ سے ہو جاتی ہے اور ایسا شخص بارگاہ "عدل و متقی" بن جاتا ہے ـــــ اس اصول کی روشنی میں دیکھیں کہ امت کے عام افراد اور صحابہ کرام رضی کے درمیان ایک امتیاز ہے کہ باقی لوگوں کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے توبہ کی یا نہیں کی، کی تو کیسے اور پھر اس کا انجام و حشر کیا ہوا ؟

لیکن صحابہ کرام رضی میں گنتی کے دو چار واقعات اس نوع کے جو ملتے ہیں ان کے ردِ عمل میں ان کا حال دیکھیں کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارتکاب جرم کے بعد حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بار بار "حد" جاری کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ مبادا اسی حال میں میری موت واقع ہو جائے اور میں اسی طرح دنیا سے چلا جاؤں اس لئے اے نبی اللہ مجھے جلدی پاک کریں ۔

اسی طرح حضرت غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال ہے کہ انہیں بھی "حد" کا اصرار ہے کہ جلدی مجھ پر جاری ہو، پھر ان میں ایسے لوگ ہیں کہ گڑ بڑ کے بعد مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا ۔ آسمان سے معافی کا اعلان ہوا تو حضور علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک سے کھولا ۔

آپ سوچیں کہ احساس گناہ اور اس کی معافی و مکافات کی یہ کاوش اور جد و جہد کسی دوسری جگہ آپ کو نظر آتی ہے، پھر ان اِکّا دُکّا واقعات کے مرتکب حضرات کی ماباقی زندگی جس خوبصورتی اور پاکیزگی سے گذرتی ہے اس کا کوئی حد و ٹھکانہ

ہے ـــــ اور جب انسان حسنات، بھلائیوں اور نیکیوں میں اس طرح لگ جاتا ہے تو سورۂ ہود میں وعدہ ربانی ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ تو پھر ہم کیوں نہ یقین کر لیں کہ انہوں نے اپنا معاملہ اپنے رب سے صاف کر لیا۔

اس پر قرآنی شواہد

یہ بات ہم نے اپنی طرف سے نہیں کی اس پر قرآن عزیز سے شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں مثلاً سورۂ حدید کی آیت کا ایک ٹکڑا شروع میں آیا جس میں صحابہ کی جماعت کے ہر فرد سے بھلائی کا وعدہ ہے۔ سورۂ فتح اور سورۂ توبہ میں ان سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا اعلان ہے تو فتح میں ہی یہ بھی ہے کہ وہ ہر وقت رضائے الٰہی کی فکر میں رہتے ہیں۔ سورۂ توبہ میں ہی ان پر اللہ تعالیٰ کے رجوع اور ان کی توبہ کے قبول ہونے کا ذکر ہے اور جن سے بھلائی کا وعدہ ہے ان کے متعلق سورۂ انبیاء میں ہے:۔

"جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر کر دی گئی وہ جہنم سے دور کئے جائیں گے۔"

تو خیال فرمائیں کہ ان آیات ربانی کا کیا مقصد ہے ـــ اور رب العزت اس جماعت کو کس طرح نواز رہے ہیں ــــ واضح رہے کہ یہ اکثر آیات آخری دور میں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ اس لئے بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مصداق پوری جماعت حقہ ہے۔

رضاء الٰہی کا مفہوم

صحابہ کے لئے ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ــــ رضا کا کیا مفہوم ہے؟ اس کو معلوم کر لیا جائے تو ہماری بات مزید پختہ ہو جائے گی کہ صحابہ کرام میں سے بعض حضرات سے جو ایسے واقعات ہوئے ان کی انہوں نے تلافی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تلافی کا عمل قبول کیا۔ علماء نے رضا کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:۔

"اللہ تعالیٰ کی خوشنودی (رضا) اس کی ایک قدیم صفت ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ صرف اس بندہ سے راضی ہوتا ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ان اسباب کا جامع ہیں جو رضا کا ذریعہ و باعث ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اس پر کبھی ناراض نہ ہو گا۔"

تو معصوم نہ ہونے کے باوجود ان کا عدول و محفوظ ہونا واضح ہو جاتا ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر کتنا کرم تھا؟

محض روایت کی عدالت؟

بعض کج رو قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ عادل تو تھے لیکن محض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں باقی تمام اعمال میں نہیں۔ لغت اور شریعت دونوں ہی کے اعتبار سے یہ زیادتی اور کھینچا تانی والی بات ہے اور اس کے لئے کوئی بنیاد نہیں بلکہ جو ایک پہلو سے عادل ہے وہ ہر پہلو سے ہے اور جو ایک پہلو سے نہیں وہ کسی اعتبار سے بھی نہیں، آخر میں روایت کے معاملہ میں اعتماد کیا جاتا ہے جو بڑا اہم مسئلہ ہے تو ان پر باقی معاملات میں اعتماد کیوں نہ کیا جائے؟ اس پر علماء کا فیصلہ بڑا واضح ہے۔ جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:۔

"تمام صحابہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی عدالت کا سوال

بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے قرآن و سنت کے نصوص کے ساتھ ساتھ معتبر حضرات کے اجماع سے یہ ثابت ہے۔

(ابن صلاحؒ)

نیز:۔

"ان سب کی عدالت اس طرح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی تعریف و توصیف فرمائی تو حضور اکرم علیہ السلام نے بھی۔" (ابن عبدالبرؒ)

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ:

"کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان کی کوئی برائی ذکر کرے ان پر کسی عیب یا نقص کا الزام لگائے جو ایسا کرے اس کی تادیب ضروری ہے اور بقول میمونیؒ امامؒ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ حضرت معاویہؓ کی برائی کرتے ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔ پھر فرمایا جسے صحابہ کرامؓ کا ذکر برائی کے ساتھ کرتے دیکھو اس کا اسلام مشکوک سمجھو"

اور عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ:۔

"اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا ذکر بھلائی اور خیر کے بغیر نہ کیا جائے۔"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ارشاد

اس سیر حاصل اور اصولی گفتگو کے بعد حضرت الامام السید مجدد سرہندی قدس سرہٗ کا ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیں تاکہ آنکھیں کھل جائیں اور اس جماعت کے متعلق اپنا قبلہ درست ہو سکے۔

"حضرت علیؓ سے جن حضرات نے جنگ کی انہیں فاسق یا گمراہ کہنا جائز نہیں۔ قاضی عیاضؒ نے شفا میں حضرت امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی، خواہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں یا عثمانؓ ہوں یا معاویہؓ اور عمروؓ بن عاص، برا کہے تو اگر یہ کہے کہ وہ گمراہی یا کفر پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ عام گالیوں میں سے کوئی گالی دے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔ لہٰذا امام مالکؒ کے قول کی رو سے حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے نہ تو کافر ہیں جیسا کہ غالی رافضیوں کا خیال ہے اور نہ فاسق جیسے بعض بدعتی گروہوں کا خیال ہے ــــ دین پر استقامت رکھنے والے ان حضرات کے حق میں ایسے الفاظ سے پرہیز ضروری ہے جن سے خلاف مقصود کا وہم پیدا ہوتا ہو اور ان حضرات کے لئے "خطا" کے لفظ سے زیادہ کوئی لفظ کہنا جائز نہیں۔

برادران مکرم اور برادران عزیز! کجروی، بے راہروی اور فتنوں کے اس دور میں یہ اصولی گفتگو آپ کے کان تک پہنچانا ہمارا فرض تھا۔ الحمد للہ کہ ہم اس سے سبکدوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت ہمیں، آپ کو اور جملہ اہل سنت وجماعت کو اپنے اس عظیم لقب (اہلسنت و جماعت) کی لاج رکھنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا آزاد۔ بحیثیت مفسّرِ قرآن


مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلی

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ جس طرح ادب وسیاست کے امام اور جہاد حریت کے سرفروش سپہ سالار تھے اسی طرح قرآن حکیم کے مفسّر اور شارح کی حیثیت سے بھی علماء اسلام میں مولانا مرحوم امتیازی شان اور منفرد عظمت کے مالک تھے۔

امام ابن تیمیہ اور ابن قیمؒ کے بعد جس عظیم ہستی کو قدرت نے علوم قرآنی میں وسیع تبحر اور گہری بصیرت عطا فرمائی وہ ابوالکلام تھے۔

ہندوستانی مسلمانوں میں کتاب آسمانی قرآنِ حکیم کے علوم کو راز سربستہ کی طرح ناقابل فہم خیال کیا جاتا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان نے کلام الٰہی سے مسلمانوں کا سیدھا تعلق قائم کرنے کے لئے قرآن کریم کے لفظی اور بامحاورہ ترجموں کی داغ بیل ڈالی۔

اور پھر مولانا آزاد وہ پہلے داعی اسلام ہیں جنہوں نے زندگی کے ہر معاملہ میں براہِ راست قرآنِ کریم پر غور وفکر کرنے اور اس سرچشمۂ ہدایت سے رہنمائی حاصل کرنے کے سلسلے کو عروج پر پہنچایا۔ مولانا آزاد کے شعلہ بار قلم نے عزم ویقین زہد وعبادت، سیاست وحریت، اخلاق وانسانیت اور محبت اور رواداری، غرضیکہ ہر عنوان پر اردو ادب کے شہ پارے قوم کو دئے ہیں۔

اور ہر عنوان پر مرحوم کا قلم آیاتِ قرآنی کے برمحل اور برجستہ استدلال سے قرآن کی روشنی بکھیرتا چلا گیا۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آزاد کی روح ہمیشہ قرآن میں "غوطہ زن" رہتی اور ان کی نظروں کے سامنے قرآنی معارف قطار در قطار کھڑے رہتے۔

جس میں مولانا نے قرآن حکیم کی "عربی مبین" کو "اردوئے مبین" کے قالب میں ڈھالا ہے۔

بلاشبہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اور اس کے عالی قدر مضامین انسانی زندگی کی رہنمائی کے لئے خدا کا پیغام ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ قرآنِ حکیم کا لسانی اور ادبی اعجاز، اس کی فصاحت وبلاغت اور اس کا مخصوص خطابی طرز بیان بھی ایسا ہے جس نے عرب کے سنگدل انسانوں کے دل پگھلا دئے اس کے بعد ادب کی قوتِ تاثیر کا لوہا مخالف سے مخالف نے بھی مانا۔

اسی لئے ضرورت تھی کہ مولانا آزاد جیسا اردو ادب کا شہنشاہ اپنے زرنگار قلم سے اردو ادب میں کتاب مبین کی ایسی ترجمانی کرے جو عقل وفکر کو مسخر کرتی ہوئی قلب وجگر میں اتر جائے۔

اگر اہلِ عرب قرآن عظیم کا جادو اثر کلام سن کر نقدِ دل ہار بیٹھے تو بلاشبہ قرآنِ کریم کے ترجمہ اور تفسیر کو مولانا آزاد کی روح پرور زبان میں پڑھ کر ہماری روح بھی وجد میں آجاتی ہے۔

مولانا آزاد اپنے دور کے بہت بڑے عقلیت پسند مفکر ہیں، مگر قرآن حکیم کی تفسیر وتشریح کے معاملہ میں کتاب الٰہی کا ادب واحترام مولانا کو سخت احتیاط پسند بنا دیتا ہے۔ اور وہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے مسلک کی پیروی پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انبیاء کرام کا استدلال یہ نہیں ہوتا کہ منطقی طریقہ پر نظری مقدمات ترتیب دیں پھر ان کی بحثوں میں مخاطب کو الجھائیں، وہ براہِ راست تلقین واذعان کا فطری طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جسے ہر دماغ

وجدانی طور پر پا لیتا ہے اور ہر دل قدرتی طور پر قبول کر لیتا ہے لیکن ہمارے مفسرین متکلمین کو فلسفہ ومنطق کے انہماک نے اس قابل نہیں رکھا کہ کسی حقیقت کو اس کی سیدھی سادی شکل میں دیکھیں اور قبول کرلیں۔

آگے فرماتے ہیں:

اسی تخم کے یہ بھی برگ وبار ہیں کہ سمجھا گیا۔ قرآن کو وقت کی تحقیقات علمیہ کا ساتھ دینا چاہیئے چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظام بطلیموس اس پر چسپکا دیا جائے ٹھیک اسی طرح جس طرح آج کل دانش فروشوں کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ موجودہ علم ہیئت کے مسائل قرآن پر چسپکائے جائیں۔

پھر فرماتے ہیں؛

ایک طرف تو صحابہ وسلف کی روایات سے تغافل ہوا دوسری طرف روایات تفسیر کے غیر محتاط جامعوں نے الگ آفت مچا دی۔ الفاتحہ ص ۶۹

مولانا آزاد مطالب قرآن میں عقل وبصیرت سے کام لینے کے مخالف نہیں لیکن وہ تفسیر وتشریح میں سلف صالحین کی پیروی اس لئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ سلف کی راہ سے ہٹ کر تفسیر بالرائے کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور پھر فتنہ پسند ذہن اپنے غلط نظریات کے لئے قرآن کریم میں کھینچا تانی شروع کر دیتا ہے۔

اسی افتراق پسند طبقے کے لئے اقبال نے کہا ہے:

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

مولانا آزاد مقدمہ تفسیر میں فرماتے ہیں:

"میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اور سعادت کے لئے سرچشمۂ حیات، حقیقت قرآنی کا انبعاث ہے"۔

مولانا کا یہ یقین کتاب الٰہی کی ہر آیت پاک کی تفسیر میں نمایاں طور پر اپنا کام کرتا نظر آتا ہے اور مولانا اپنے ہر جملہ سے ناظرین کے دل میں یہ بٹھاتے چلے جاتے ہیں کہ کتاب الٰہی ایک زندہ اور ناطق قانونِ حیات ہے اور وہ ہر صاحب ایمان سے اپنی پیروی اور اطاعت کا طالب ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

الحمدللہ ۔۔ یہ لکھتے ہیں۔

پس الحمدللہ کے معنی یہ ہوئے کہ حمد وثنا میں سے جو کچھ اور جیسا کچھ بھی کہا جا سکتا ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے کیونکہ خوبیوں اور کمالوں میں سے جو کچھ بھی ہے، سب اسی سے ہے اور اسی میں ہے اور اگر حسن موجود ہے تو نگاہِ عشق کیوں نہ ہو، اور اگر محمودیت جلوہ افروز ہے تو زبان حمد وستائش کیوں خاموش رہے؟

آئینہ ماروئے ترا عکس پذیرست
گر تو نہ نمائی گنہ از جانب مانیست

رب العالمین ۔۔ کی تفسیر کے یہ چند کیف انگیز جملے بھی سنئے خدا کے رب العالمین ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ جس طرح اس کی خالقیت نے کائنات ہستی اور اس کی ہر چیز پیدا کی ہے، اسی طرح اس کی ربوبیت نے ہر مخلوق کی پرورش کا سروسامان بھی پیدا کر دیا ہے۔

اور اس طرح کہ ہر حالت کی رعایت ہے، ہر ضرورت کا لحاظ ہے، ہر تبدیلی کی نگرانی ہے، اور ہر کمی بیشی ضبط میں آچکی ہے اور فطرت سب کے لئے ہر حالت میں یکساں طور پر پرورش کی گود اور نگرانی کی آنکھ رکھتی ہے۔

الرحمن الرحیم ۔۔ کی تفسیر کے یہ چند جملے کس قدر اثر انگیز ہیں۔

قرآن بار بار ہمیں سناتا ہے کہ خدا کی رحمت وبخشش کی کوئی انتہا نہیں اور اس طرح ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم میں بھی اس کے بندوں کے لئے بخشش ورحمت کا غیر محدود جوش پیدا ہونا چاہیئے، اگر ہم اس کے بندوں کی خطائیں بخش نہیں سکتے تو ہمیں کیا حق ہے کہ اپنی خطاؤں کے لئے اس کی بخشائشوں کا انتظار کریں؟

مولانا آزاد کی تفسیر ایک خصوصیت یہ رکھتی ہے کہ قرآن کریم کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ مختصر تشریحی نوٹ ناظر کے سامنے رہتے ہیں جو عام حواشی قرآن کی طرح نہ تو ناظر کو الجھاتے ہیں اور نہ اصل مقصد سے دور لے جاتے ہیں۔

مولانا نے ان تشریحی نوٹوں میں لغت، بلاغت، حکمت اور تاریخ کے موتی بکھیرے ہیں۔ اور اختصار کے ساتھ جامعیت پر مولانا آزاد کی بے پناہ قدرت بیان پر دلالت کرتے ہیں۔ مولانا صبر ونماز پر لکھتے ہیں۔

صبر و نماز کی قوتوں سے مدد لو، صبر کی حقیقت یہ ہے کہ مشکلات و مصائب کے جھیلنے اور نفسانی خواہشوں سے مغلوب نہ ہونے کی خواہش پیدا ہو جائے۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو تقویت ملتی ہے۔ جس جماعت میں یہ دونوں قوتیں پیدا ہو جائیں گی وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہوسکتی۔ (بقرہ ۲۲۲)

ایک نوٹ میں وحدت انسانی کا پیغام دیتے ہوئے لکھتے ہیں وہ کونسا رشتہ ہے جو اتنے اختلافات رکھتے پربھی انسانوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دے اور انسانیت کا بچھڑا ہوا گھرانا پھر از سر نو آباد ہو جائے؟

قرآن کہتا ہے صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے اور وہ خدا پرستی کا مقدس رشتہ ہے تم کتنے ہی الگ الگ ہوگئے لیکن تمہارے لئے خدا الگ الگ نہیں ہو جا سکتے۔

تمہاری کوئی نسل ہو، تمہارا کوئی وطن ہو، تمہاری کوئی قومیت ہو، جب ایک ہی پروردگار کے آگے سرنیاز جھکا دوگے تو یہ آسمانی رشتہ تمہارے تمام ارضی اختلافات مٹا دے گا۔

ضروری اعلان

ہمارے محترم کرمفرما اور حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے خادم اور حضرت رائے پوری کے خلیفہ ماسٹر محمد منظور صاحب گوجری مدظلہم کے خلیفہ سید امیر علی شاہ صاحب قریشی رائے ونڈ کے اجتماع کے موقعہ پر چند دن کے لئے پاکستان تشریف لا رہے ہیں وہ ملک کے مختلف شہروں میں مجالس ذکر میں شریک ہوکر سالکین کی تربیت فرمائینگے ان سے رابطہ کے لئے احقر کو لکھیں۔

علوی - مدیر خدام الدین

ختم نبوّت کانفرنس ربوہ

۲۷ اور ۲۸ اکتوبر بروز جمعرات اور جمعۃ المبارک تحفظ ختم نبوّت پاکستان کے زیر اہتمام مسلم کالونی ربوہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔

صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری ۲۷ اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء اس کانفرنس کے ایک اجلاس سے خطاب فرمائیں گے۔ میاں صاحب نے پاکستان کے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کانفرنس کو بھرپور طریقہ سے کامیاب بنائیں۔

محمد سعید الرحمٰن علوی

نشریہ ریڈیو پاکستان، لاہور
۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء

قرآن — کتابِ حکمت

بعد از خطبہ مسنونہ:

اَعوذ باللّٰہ مِن الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الرا تلک اٰیات الکتاب الحکیم

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی آخری کتاب ہے جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے یہ کتاب مبین وحکیم اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری رسول محمد عربی فداہ روحی وجدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم پر عربی زبان میں نازل فرمائی اور اس کا ذریعہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بنایا۔

سورۂ شعراء کی آیت ۱۹۲ تا ۱۹۵ میں نہایت بلاغت کے ساتھ اس مضمون کو دہرایا گیا ہے۔

یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو آپ کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ وہ فرشتہ اس کو صاف اور واضح الفاظ میں لے کر آیا ہے۔

ان آیات میں جہاں اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم کے متعلق تمام تفصیلات ذکر فرما دیں وہاں دشمنان اسلام کے اس جھوٹ کی بھی قلعی کھول دی جو یہ نظریہ رکھتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نہیں محمد عربی کا کلام ہے۔ بعض لوگ حسد و دشمنی میں اس قرآن عزیز کو شاعر یا کاہن کا کلام بتلاتے اور بغض وعناد کی بنا پر اس سے حضور علیہ السلام کی ذات مراد لیتے، لیکن اللہ تعالےٰ نے سورۃ الحاقہ کی آیات ۴۱ تا ۴۳ میں ان دونوں باتوں کی تردید فرما کر واضح کر دیا کہ "یہ تو پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہے"۔ رہ گیا آپ کا شاعر وکاہن ہونا تو سورۂ یٰسین آیت ۶۹ میں فرما دیا:

اور ہم نے اس نبی کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور شاعری اس کی شان کے لائق بھی نہیں۔

اور سورۂ طور آیت ۲۹ میں کاہن ہونے کی اور ساتھ ساتھ مجنون ہونے کی تردید کی۔

پس آپ سمجھاتے رہیئے کیونکہ آپ بفضلہٖ تعالےٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو یہ بات بڑی آسانی سے کہی جا سکتی ہے کہ یہی کتاب حکمت ہے کیونکہ "حکیم" بمعنی حکمت والا اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک نام ہے جو قرآن عزیز میں کم وبیش ۸۸ مرتبہ وارد ہوا ہے اور سورۂ یونس کی اس ابتدائی آیت میں جو تلاوت کی گئی خود قرآن کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا —— یعنی —— یہ ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت و دانش کی باتوں سے ہے۔

لغت عرب میں حکمت کا لفظ دانش، سمجھ، علم، پکی باتیں، تدبیر اور علم وعقل کے ذریعہ حق بات دریافت کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے —— پھر علماء کہتے ہیں کہ جب یہ لفظ اللہ رب العزت کی طرف منسوب ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے:

اشیاء موجودات کو نہایت ہی احسن اور درست طریقہ سے ایجاد کرنا۔

اور ظاہر ہے کہ موجد وصانع حقیقی اللہ تعالےٰ ہی ہیں جن کی ایجادات اور کاریگری کو دیکھ کر ہر کوئی کہہ اُٹھتا ہے تبارک اللہ احسن الخالقین

اور جب اس کا لفظ انتساب بندہ کی طرف ہوتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ:

موجودات کو پہچاننا اور نیک کاموں کو سرانجام دینا۔

سورۂ لقمان کی آیت ۱۲ میں لقمان کو حکمت عطا فرمانے اور سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۹ میں عطائے حکمت کا یہی مفہوم ہے ــــ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰی بڑا صاحب وسعت اور سب سے واقف ہے وہ جس کو چاہتا ہے صحیح فہم عطا کرتا ہے۔ اور جو شخص صحیح فہم (حکمت) سے بہرہ ور کیا گیا اس کو بلاشبہ بڑی بھلائی عطا کی گئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت کے سلسلہ میں دعائے ابراہیمی سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹ میں موجود ہے جس میں جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ نبی ایسا ہو جو نسب اور قومیت کے اعتبار سے اسی شہر اور اسی قوم کا فرد ہو لیکن وہ تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کے فرائض ادا کرنے والا ہو۔ چنانچہ رب العزت بعثت محمدی کا سورۂ بقرہ آیت ۱۵۱، سورۂ آل عمران آیت ۱۶۴ اور سورۂ جمعہ آیت ۲ میں ذکر کیا تو انہی فرائض چہارگانہ کے ساتھ جن کی درخواست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ یعنی حضور علیہ السلام اللہ تعالٰی کی آیات کو لوگوں کو سناتے، انہیں کفر و شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچاتے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ حکمت کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف بھی ہوتی ہے، بندہ کی طرف بھی اور مطلق حکمت اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے قرآن عظیم کی صفت ہے کیونکہ قرآن دانش کا خزانہ اور علم و معرفت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ ٹھوس اور پکی باتوں کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے احکام ہیں تو ان کی پختگی و صلابت اور ان کے دلائل ہیں تو اپنی مضبوطی کے اعتبار سے دنیا کا کوئی فرد آج تک انہیں چیلنج نہیں کر سکا۔ اس کے قصص و واقعات ہیں تو تاریخ کے مختلف ادوار اور اس کی مختلف کروٹیں ان کی سچائی اور واقعیت کو جھٹلا نہیں سکیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے بڑے بڑوں کی گردنیں جھک گئیں ــــ قرآن نے مخالفین کو للکارا کہ کوئی مثال لاؤ اور تنہا تنہا نہیں سب مل کر ــــ پھر اس نے دس سورتوں کے مقابل کا چیلنج دیا اور بالآخر حضور علیہ السلام کے دور آخر میں محض ایک سورت کے لئے دعوت مبارزت دے کر اپنی برتری اور اعجاز کو ثابت کر دکھایا۔

اس کتاب حکمت و دانش کا واقعاتی دنیا میں جائزہ لیں تو ہمارے سامنے ایسے ایسے عجیب واقعات آتے ہیں کہ انسانی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کو نیچا دکھانے کی غرض سے عتبہ نامی سردار قریش نے خوب تقریر کی جس میں فصاحت و بلاغت کا رنگ خوب نمایاں تھا لیکن نبی امی علیہ السلام کی زبان مبارک سے چند آیات ربانی سن کر وہ اپنے رفقاء میں واپس چلا گیا اور اس نے کہا کہ دنیا بھر کے حکمرانوں اور بادشاہوں کے پاس سفارتی نمائندہ کے طور پر میں گیا اور اپنی جادو بیانی سے سب کو متاثر و مسحور کیا لیکن اس کلام کا جواب نہیں۔ مراد رسالت۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ آخر قتل ہی کی نیت سے تو جاتے جاتے اپنی ہمشیرہ کے گھر پہنچ کر اور اس سے اس کتاب حکمت کو سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضور علیہ السلام کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نجاشی کے دربار میں اس کتاب حکیم کی تلاوت کی تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے جس کی شہادت سورۂ مائدہ کی آیت ۸۳ میں موجود ہے۔

اور نیز یہ کہ جب یہ لوگ اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ آنسوؤں سے بہہ نکلتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

اور تو اور خود سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیم کا یہ حال ہے کہ آپ جہاں دوسروں کو قرآن سناتے ہیں وہاں دوسروں سے سننے کے بھی حریص ہیں.

اور جب سنتے ہیں تو پھر اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہیں رہتا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمائش کر کے آپ نے قرآن سنا اور پھر روئے اتنا کہ ہچکی بندھ گئی۔

درحقیقت یہ سب اعجاز تھا اس کتاب کی حکیمانہ شان کا کہ اس میں کوئی لغو بات نہ تھی جس نے اس کو اتارا تھا اس نے اپنی صفت حکمت کا مظہر اتم بنا کر اس کتاب کو بھیجا اور دنیا والوں کو کہا کہ یہ کتاب حکمت تمہارے لئے نصیحت ہے تمہارے امراض قلبی و باطنی کے لئے شفا ہے۔ اور تمہارے لئے ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے ــــ کہیں فرمایا:

قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں خوب کہی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں وہ کتاب ایک صاحب حکمت اور باخبر ذات کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

کہیں ارشاد ہوا:

اس کتاب میں ذرا بھی کوئی کجی نہیں رکھی بالکل سیدھی اور ٹھیک اتاری۔

اور فرمایا:

یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔

سورۂ یونس کی طرح لقمان کی ابتداء میں بھی اسے حکمت سے لبریز کتاب تلایا اور سورۂ جن کی ابتدا میں اس کی مسیحائی و اعجاز کا یوں ذکر کیا کہ جب جنات میں سے ایک جماعت نے اس کو سنا تو بول اٹھے۔

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے لہٰذا ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم آئندہ اپنے رب کا ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

اور سورۂ احقاف میں قرآن سننے کے وقت جنات کی خاموشی اور پھر اپنی قوم کو ڈرانے کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے:

اے برادران قوم تم اللہ کے داعی یعنی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ و اصحابہ وسلم کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالٰی تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

الغرض مکلفین کی دونوں جماعتوں انسان اور جنات میں سے جس جس نے جس جس دور میں اس کتاب حکمت کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھا اور سنا قرآن نے اپنی دانش کا پرتو اس پر ایسا ڈالا کہ وہ گم کردہ راہ انسان "ہادی" بن کر داعی الی اللہ کا کردار ادا کرنے لگا اور آج بھی اگر کوئی اپنی روح کے ساتھ حکمت و دانش کے اس بحر بے کراں میں غوطہ زن ہو جائے تو صدر اول کے مسلمان کا سا حال اس کا ہو جائے گا۔ اور پھر وہ حقیقی معنوں میں بندۂ حق بن کر اللہ کا نمائندہ و خلیفہ بن جائے گا ــــ اللہ تعالٰی توفیق عمل دے۔ آمین

بقیہ : تبصرہ

قلم سے ہیں۔ پہلے رسالہ میں حضور نبی مکرم علیہ السلام کے معجزات باہرہ پر تفصیلی گفتگو ہے۔ اس معاملہ میں عیسائی دنیا کے مغالطوں اور فریب کا پردہ خوبصورتی سے چاک کر کے انہیں دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

دوسرے رسالہ میں حضور علیہ السلام کے جاں نثار و خدام صحابہ کی فدویت جاں نثاری اور حقیقی عشق و محبت کی ولولہ انگیز داستان ہے جسے پڑھ کر قاری دل میں محبت رسول کی چنگاری بھڑکتی محسوس کرے گا۔ پہلے رسالہ کی قیمت -/۳ روپے اور دوسرے کی -/۱۰ روپے ہے۔ اس تبلیغی ادارہ کے ساتھ تعاون اور ان رسائل کی ذاتی اہمیت تقاضہ کرتی ہے کہ یہ رسائل زیادہ سے زیادہ خریدے اور پڑھے جائیں۔

اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما

دو عظیم المرتبت صحابی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے درمیان لڑائیاں مسلّم ــــ لیکن لڑائی کے باوصف احترام باہمی بھی تاریخی حقیقت ہے ــــ خوف خدا سے عاری لوگ ان اختلافات کی آڑ میں بغض صحابہ کا جو مظاہرہ کرتے ہیں اس کا علاج اس رسالہ سے ہوگا بشرطیکہ ایمان بالکل مسخ نہ ہو گیا ہو۔

مولانا عبدالقادر بدایونی مرحوم کا عربی رسالہ بنام تصحیح العقیدہ فی باب امر المعاویہ ۱۸۷۶ء کو میرٹھ میں طبع ہوا جس

اسلام اور ٹیلیویژن

ماخوذ از اسلام اور ٹیلی ویژن (انگریزی) مطبوعہ ٹرانسوال جنوبی افریقہ

اللہ تعالےٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں :۔

"اور زنا کے پاس بھی نہ جاؤ اور بے حیائی بھی ہے اور برا طریقہ ہے"۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۲)

"پاس بھی نہ جاؤ" سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیزوں اور سرگرمیوں سے دور رہو جو زنا کی محرک بنتی ہیں۔ اور جو بدکاری و زنا کاری کے لئے زینہ کا کام دیتی ہیں۔

اسلام نے ایسے تمام امور، اشیاء اور افعال سے منع کیا ہے جو زناکاری اور بدکاری کے فروغ میں ممدو معاون بنتے ہیں۔ اس قابلِ نفرت جرم یعنی زنا کے مختلف مدارج ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

"آنکھوں کا زنا غیر محرم یا عریانیت کو دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا برہنگی کے بارے میں سننا ہے، زبان کا زنا بری باتوں کا ذکر کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا غیرمحرم عورت کو چھونا ہے۔ پاؤں کا زنا برائی کی طرف حرکت کرنا ہے، دل کا زنا بدکاری کی خواہش کرنا ہے۔ اور شرم گاہ اس خواہش کی یا تو تصدیق کرتی ہے یا تردید"۔

یعنی عملی طور پر زنا میں ملوّث ہونے سے پہلے انسان اولاً کسی محبوب کو آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ پھر کانوں سے اس کی باتیں سنتا ہے۔ بعد ازاں اس کے متعلق باتیں کرتا ہے، پاؤں سے چل کر اس کی طرف جاتا ہے۔ ان مراحل کے بعد اس کے دل میں زنا کی خواہش جنم لیتی ہے اور شرمگاہ کے ذریعے یا تو اس خواہش کی توثیق ہو جاتی ہے یا تردید۔

اب دیکھئے ٹیلیویژن سے بہت سی برائیاں اور غیر اخلاق عوامل جنم لیتے ہیں۔ جن کا ذکر مندرجہ بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔ ٹی وی میں غیر اسلامی اور خلاف شرع عناصر کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کی ترتیب کچھ اس طرح ہے :۔

۱ ۔ جاندار اشیاء کی تصاویر اور مصوّری جس میں انسانوں کی تصاویر بھی داخل ہیں۔

۲ ۔ موسیقی۔

۳ ۔ فسق و فجور، عریانیت، خلاف شرع حرکات، فحاشی وغیرہ۔

۴ ۔ جنسی محبت کے اظہار کے دل پذیر جملے۔

۵ ۔ محرک جذبات مناظر۔

۶ ۔ شرم و حیا کی نفی اور تردید۔

۷ ۔ ظلم و تشدّد، جرائم کے مناظر کی تشہیر۔

۸ ۔ بری عادات کو پختہ کرنے والا تاثر جو ٹیلیویژن سے بار بار دیا جاتا ہے۔

۹ ۔ جارحیت کو کردار کی ایک خوبی کے طور پر قبول کرنے کی حوصلہ افزائی۔

۱۰ ۔ پروگراموں میں پیش کئے جانے والے جرائم کی نقل پر اترانے کی ترغیب۔

۱۱ ۔ دماغی تطہیر کرنے والے پروگرام خصوصًا نوجوان نسل کے لئے۔

۱۲ ۔ ذہنی ارتقاء میں رکاوٹ ڈالنا۔

۱۳ ۔ وقت کا ضیاع۔

۱۴ ۔ فرد کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں مداخلت۔

۱۵ ۔ فرد کے دنیوی اہم اور ضروری کاموں میں مداخلت۔

۱۶ ۔ افراد کو اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل کرنا۔

۱۷ ۔ اس کا شمار ان اشیاء میں ہوتا ہے جنہیں اسلام نے "لہو" قرار دیا ہے۔

ان ہولناک خرابیوں اور برے اثرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ٹیلیویژن کے خلافِ اسلام ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں —— ٹیلی ویژن فی زمانہ گناہ اور بداخلاقی کا درس دیتا ہے۔ اسلام کسی ایسے ادارے کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا جو انسانیت کے روحانی، ذہنی اور اخلاقی ارتقاء میں سدِراہ بنے۔ ٹیلی ویژن کے نتائج و اثرات انسان کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹیلی ویژن پوری قوم کو اخلاقی، تہذیبی اور روحانی طور پر تہ و بالا کر رہا ہے۔ اس کے اثرات بد سے قومی اخلاق پراگندگی کا شکار ہو رہا ہے۔ ٹیلی ویژن کے شائقین کی قوم بے راہروی اور جرائم میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے دنیوی زندگی میں انسان کے روحانی ارتقاء کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسلام بڑی وضاحت سے بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو صرف اپنی اطاعت و عبادت کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ زندگی کے دیگر تمام گوشے اور پہلو اس بنیادی مقصد کے تابع و مطیع ہونے چاہئیں۔ انسان کی معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی کو اس طرح ڈھالنا اور کنٹرول کرنا چاہئے کہ انسان کے روحانی ارتقاء کا سامان بن سکے۔ کوئی ایسا فعل یا ادارہ جو انسان کی روحانی بھلائی میں نقصان رساں ثابت ہو —— کوئی ایجنٹ جو انسان کو اس کی تخلیق کے اصل مقصد سے غافل کرے قانون خداوندی کے تحت برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

مختصر یہ کہ انسان کو تباہ کن عناصر سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے ہر طرح کی لغویات تفریحات اور کھیل کود پر پابندی لگائی ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرتی ہیں۔

ارشاد نبویؐ ہے :۔

"آنکھیں اور نظر شیطان کے زہریلے تیر ہیں ہر بری نظر کے ساتھ شیطانی خواہش وابستہ ہوتی ہے"۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں :۔

"اس دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا کچھ نہیں ہے اور آخرت کا ٹھکانا ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں"۔

مذکورہ بالا حدیث نبوی اور آیت قرآنی نیز دیگر بہت سی آیات و احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام ایسی بیکار باتوں، نکمّے کھیل کود اور فضول تفریح و دل لگی کو پسند نہیں کرتا۔ جنہیں قرآنی اصطلاح میں "لہو و لعب" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو انسان کو بے کار، نکما، لاپروا اور غیر ذمہ دار بناتی ہیں۔

پس مسلمان کے لئے یہ سمجھنا چنداں مشکل نہیں کہ ٹیلیویژن جیسی بداخلاقی سکھانے والی تفریحات کے بارے میں اسلام کا روّیہ کیا ہوگا جبکہ بعض کھیلوں مثلاً شطرنج مصوّری، موسیقی، رقص و سرود وغیرہ کی بابت اس نے کسی مصلحت کے بغیر ممانعت کا حکم دیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :۔

"اور آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں جو ان باتوں کو خریدتے پھرتے ہیں جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ بے سوچے سمجھے اللہ کی راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں اور اس راہِ حق کا مذاق اڑائیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ذلت آمیز

عذاب ہے۔ اور ان لوگوں کے سامنے جب ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ متکبرانہ انداز سے اس طرح منہ پھیر کر چل دیتے ہیں گویا انہوں نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں۔ جیسے ان کے کانوں میں ثقل ہے۔ پس آپ ان لوگوں کو ایک دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔" (سورۂ لقمان آیت ۶-۷)

مذکورہ بالا آیات میں ایک دردناک عذاب کی جو خبر دی گئی ہے اس کا اطلاق صرف موسیقی اور رومانی ناولوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ایسی تمام اشیاء اور سرگرمیوں پر ہوتا ہے جو لہو و لعب، لغویات فضولیات اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے انحراف پر مشتمل ہوں۔ اگر صرف موسیقی یا افسانوں کے مطالعہ کے جرم پر دردناک عذاب کی وعید دی گئی ہے۔ تو اس وعید کا اطلاق ایسے ادارہ پر وسعت کے ساتھ ہوگا ہوگا جو بہت سی برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ پس فقہ یا اسلامی قانون کے اصولوں کی رو سے ٹیلیویژن بحوالہ مذکورہ بالا آیات و احادیث کے دائرہ میں آتا ہے۔

اوپر دیئے گئے جملہ دلائل کے تحت ٹیلیویژن کو شرعی لحاظ سے ہرگز جائز نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی خرابیاں بہت سی ہیں اور اس کے مہلک و مضر اثرات تباہ کن ہیں۔ اس سے بداخلاقی و بے راہروی کا جو درس دیا جاتا ہے وہ انسان کے اخلاقی ضابطہ کو پرزے پرزے کر دیتا ہے۔ اس لئے اسلام ٹیلیویژن جیسے گمراہ کن ادارہ کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔

اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ٹی۔ وی آدمی کو ذکرِ الٰہی سے غافل کرتا ہے۔ جیسے ارشاد نبوی ہے:۔

"جو کوئی شطرنج اور چوسر کھیلتا ہے وہ اپنے ہاتھ خنزیر کے خون میں تر کرتا ہے۔"

لغویات اور کھیل کود کے بارے میں اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں نیز اسلام کی عمومی روح کی بنیاد پر فقہاء نے کہا ہے کہ:۔

"شطرنج اور چوسر کھیلنا ممنوع ہے۔ ہر قسم کے تفنن طبع (یا کھیل) منع ہے کیونکہ یہ بے کار اور لغو باتیں ہیں اور لغویات حرام ہیں"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"مومن کے لئے کھیل کود باطل اور ناجائز ہے۔ ماسوائے تین مواقع کے اولاً گھوڑے کو سدھانا (جہاد کے لئے)، ثانیاً تیر کمان کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق۔ ثالثاً بال بچوں کے ساتھ شغل۔

چونکہ شطرنج ایسا کھیل ہے جو انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہٹا دیتا ہے۔ اسے نماز با جماعت سے محروم رکھتا ہے۔ اس لئے یہ حرام ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جو چیز تمہیں ذکر اللہ سے باز رکھے وہ جُوا ہے"

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ جو لوگ شطرنج کھیلنے میں مصروف ہوں انہیں سلام کرنا جائز نہیں۔ اس طریقے سے انہیں تنبیہ کرنا مقصود ہے (ہدایہ اور دیگر کتب فقہ)

مذکورہ بالا اقتباس یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ دل بہلاوے اور تفریح طبع کی چیزیں اسلام میں ممنوع ہیں۔ ان کی ممانعت کے اسباب کو اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱- یہ لغو اور بیکار باتیں ہیں۔ جن سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

۲- یہ انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہٹاتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ہی انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہے

۳- یہ انسان کی عبادات میں مخل ہوتی ہے۔ نماز میں لاپرواہی اور جماعت سے محرومی کا سبب بنتی ہیں۔

۴- یہ انسان کو اس کے فرائض سے غافل کرتی ہیں۔

تفریحات اور کھیل تماشے پر اسلامی پابندی کا اطلاق ان تمام صورتوں اور سرگرمیوں پر ہوتا ہے جن میں مذکورہ بالا عناصر شامل ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہر قسم کے غیر منفعت بخش بہلانے والے اشغال اور تفننِ طبع کے اسباب کا احاطہ کرتی ہے۔

"مومن کے لئے کھیل کود باطل ہے۔ دنیا کا ہر کھیل باطل ہے باستثناء تین کھیلوں کے"۔ (یہ حدیث پہلے نقل کی جا چکی ہے)

متذکرہ بالا چار عوامل کے علاوہ اور بہت سی خرابیاں ٹیلیویژن کی بدولت جنم لیتی ہیں۔ تحقیق نے ٹیلیویژن کے منفی اثرات ثابت کر دیئے ہیں۔ ٹی وی اپنے ناظرین میں نشہ کی ایسی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خدا کی یاد سے غافل اور بعض انتہائی اہم چیزوں سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے شطرنج کے کھیل کو اس کے دو تین ضرررساں عوامل کے سبب ممنوع ٹھہرایا ہے تو ظاہر ہے کہ ٹیلی ویژن جو کہ بہت سی خرابیوں کا منبع ہے وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بعض صالح خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"اور اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان سے بات کرنے لگیں تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کہتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے آگے سجدے کرنے اور کھڑے ہونے میں رات گذارتے ہیں اور وہ یوں دعائیں کیا کرتے ہیں۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب ہمیشہ کی تباہی ہے۔ بے شک وہ جہنم باعتبار ٹھہرنے کے بھی بری ہے۔ اور باعتبار رہنے کے بھی بُری ہے اور جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ کرنے میں تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان دونوں باتوں کے درمیان اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے۔ مگر ہاں کسی حق شرعی کے ساتھ اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص مذکورہ برے کام کرے گا وہ گناہوں کا وبال دیکھے گا"

(سورۂ فرقان آیات ۶۳ تا ۶۸)

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچوں کے سلسلے میں ایک مقدس فریضہ اور ذمہ داری عائد کی گئی ہے یعنی وہ ٹیلی ویژن کی برائیوں سے پرہیز کریں تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ اور عذاب آخرت سے محفوظ رہیں۔ نیز اپنے بچوں کو اخلاقی و روحانی تباہی سے بچا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بعض اچھی صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"اور وہ لوگ جب کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور

تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں۔ ہمارا تو سلام ہے تم پر، ہم بےسمجھ لوگوں کے منہ لگنا نہیں چاہتے۔"
(سورۃ القصص آیت ۵۵)

احادیثِ نبویؐ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول اکرم علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا:۔

"میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑنے جا رہا ہوں۔ کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔"
(صحیح مسلم)

حضرت ابورافع رض روایت کرتے ہیں۔ رسولِ خدا نے فرمایا۔
"میں نہیں چاہتا کہ تم میں سے کوئی شخص جو تکیہ لگائے اپنے پلنگ پر بیٹھا ہوا ہو۔ اسے میری ہدایات میں سے کوئی ایسا حکم سنایا جائے جس میں کسی کام کے کرنے یا اس سے باز رہنے کو کہا گیا ہو۔ سن کر وہ یہ کہے کہ:۔
میں نہیں جانتا جو کچھ ہمیں قرآن مجید میں ملا۔ ہم اسی کی پیروی کر رہے ہیں۔"
(احمد، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)

متذکرہ بالا شخص بعد کے دنوں میں ظاہر ہوگا۔ جو یہ کہتے سنا جائے گا کہ ہماری نجات کے لئے قرآن کی اطاعت کافی ہے۔ اور حدیث کو پسِ منظر میں رکھے گا۔ لیکن عقل کے اندھے یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن کی شرح بھی رسولِ اکرم علیہ السلام نے ہی بیان کی ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آپ سے مروی ہے نیز یہ کہ حدیث قرآن کی شرح اور اس کی تفسیر ہے۔ قرآن پاک کی تعبیر و تشریح کا جاننے والا رسولِ کریم علیہ السلام سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ جن کی زبانِ مبارک سے بصورتِ وحی قرآن پاک کا نزول ہوا۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔
"قسم ہے زمانے کی بیشک انسان بڑے خسارے میں ہے مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور ایک دوسرے کو دینِ حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ نیز ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی نصائح کرتے رہے۔"
(سورۃ العصر)

ماخذ: اسلام اور ٹیلی ویژن (انگریزی کتابچہ) سے تلخیص۔ شائع کردہ تنظیم مسلم نوجوانان ٹرانسوال جنوبی افریقہ)

ارشادِ باری تعالےٰ

لوگوں کے لئے اشیائے مرغوبہ کی محبت جیسے عورتیں اور بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، نشاندار گھوڑے، مویشی اور کھیتی باڑی بھلی اور خوشنما کر دی گئی ہے۔ مگر یہ سب چیزیں دنیوی زندگی میں برتنے کا سامان ہیں اور بہتر ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

"اے پیغمبر! آپ کہئے کہ کیا میں تم کو اس دنیوی سامان سے بہتر چیز بتاؤں جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں۔ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی اور سب بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں۔

یہ اہلِ تقویٰ وہ ہیں جو یوں کہا کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، تو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ یہ لوگ صبر کرنے والے

اور سچ بولنے والے ہیں ـــ اور فرمانبردار اور خیرات کرنے والے ہیں اور شب کی آخری گھڑیوں میں استغفار کرنے والے ہیں۔
(سورۃ آل عمران آیت ۱۳ تا ۱۷)

سوائے اس کے نہیں کہ جن توبہ کا قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے وہ تو ان لوگوں کی توبہ ہے جو نادانی سے کوئی بُرا فعل کر گذرتے ہیں۔ پھر وہ قریب ہی وقت میں یعنی حضورِ موت سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں۔ تو یہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب علم و حکمت ہے۔

"اور ان لوگوں کی توبہ کوئی قابل توجہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو۔ یعنی موت کے فرشتے نظر آنے لگیں تو کہنے لگیں کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔"

"اور نہ ان لوگوں کی توبہ قابل توجہ ہے جو کفر ہی کی حالت میں مرتے ہیں۔"

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"
(سورۃ النساء آیات ۱۷-۱۸)

نوٹ: آیات کا ترجمہ "کشف الرحمٰن" ترجمہ و تفسیر از مولانا احمد سعید دہلوی سے لیا گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت کے ذریعے ہمیں ٹیلیویژن کی خرابیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

اور ایک روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ کا سر ان کی ہمشیرہ محترمہ کی گود میں تھا اور سیدہ ام حبیبہ بار بار اپنے عزیز بھائی کا سر چوم رہی تھیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا تم ان سے محبت کرتی ہو؟ عرض کیا کیوں نہ کروں میرے بھائی ہیں۔ فرمایا اللہ اور اللہ کا رسول بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔

الغرض اس امام عادل و راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اتنا کچھ ارشاد فرمایا کہ اس کا احاطہ آسان نہیں ـــ اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ انہیں صحبت نبوی کا شرف حاصل ہے جو بنیادی فضیلت ہے اور نبوت و رسالت کے بعد سب سے بڑھ کر عظمت کی بات ـــ اسی لئے امام المحدثین حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہ نے اس شخص کے سوال کے جواب میں جس نے پوچھا تھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ فرمایا:۔
"معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضورؐ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔"

حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ نے ان کے برادر بزرگ حضرت یزید بن ابی سفیان کے بعد شام کا گورنر بنایا اور ان کی خوبیٔ کمال اور حسن تدبیر و سیاست کی تعریف کی۔ سیدنا عثمانؓ کے دورِ میمون میں یہ اسی منصب پر رہے حتیٰ کہ ان کی اجازت سے بحری بیڑہ بنایا اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصالحت کے بعد امت مسلمہ کے متفقہ امام و خلیفہ قرار پاتے اور بیس برس اس منصب مقدسہ پر سرفراز رہ کر پرچم اسلامی کو لہرایا۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔
(ناظم)

محمد شفیع عمرالدین
میر پور خاص سندھ

اللہ تعالیٰ نیک اعمال بجالانے کی توفیق دیتا ہے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک اصحابی آنکھ جھپکنے کی دیر میں بلقیس کا تخت لے آیا تو آپ نے کہا کہ یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَ اَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ

(النمل آیت - ۴۰)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے تاکہ میری آزمائش کرے کیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔

اس میں ہمارے لئے سبق ہے کہ ہم یاد رکھیں کہ بندوں کو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ ان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہنا چاہئے۔

کسی اللہ والے نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

اے دہندۂ عقلہا فریاد رس
تا نخواہی تا نخواہد ہیچکس
ہم طلب ازتست وہم آں نیکوئی
ماکئیم؟ اوّل توئی آخر توئی

یعنی اے عقلوں کے دینے والے اور فریادوں کے سننے والے اللہ! جب تک تو نہ چاہے کوئی شخص کچھ نہیں چاہ سکتا۔ نیکی کرنے کی طلب تیری ہی عطا کردہ ہے۔ اور نیکی تیری ہی توفیق سے کی جاتی ہے۔ ہم کیا ہیں جو کچھ خود بخود کر سکیں؟ ہم تو کچھ بھی نہیں۔ اے اللہ! اول سے آخر تک ہر کام میں تو ہی حمایت کرنے والا ہے۔

لہٰذا بندوں کو اپنے اعمال پر ہرگز مغرور نہ ہونا چاہئے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہنا چاہئے کہ اس نے ان کے بجا لانے کی توفیق بخشی ورنہ وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔

حضرت ابوسلیمانی دارانی قدس سرہٗ ہدایت فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال پر غرور وہ کرتے ہیں جو یوں سمجھتے ہیں کہ ان اعمال کے کرنے والے وہ خود ہیں۔ مگر جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اس سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کام لیا جا رہا ہے، وہ کسی عمل پر ہرگز غرور نہ کریگا۔

(طبقات الکبریٰ)

حضرت ابوحمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی قدس سرہٗ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تم پر کوئی نیکی کا راستہ کھول دے تو اس کو چھوڑو مت۔ مگر خبردار اس پر نظر نہ رکھنا اور ناز نہ کرنا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نیکی کرنے کی توفیق دی ہے اس لئے اس کے شکر میں مشغول رہنا۔ کیونکہ نیکی پر نظر رکھنا تم کو مرتبے سے گرا دے گا۔ اور شکر میں مشغول رہنا زیادتی کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

(ابراہیم آیت ۷)

ترجمہ: اگر تم شکر گزاری کروگے تو اور زیادہ دوں گا۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت ابوصالح سیدی شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت بھی یاد رکھیں کہ جو شخص یہ دیکھے گا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی اعمال صالح بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، تو وہ درمیان میں سے اپنے آپ کو نکال لے گا، اور خود بینی سے بچ جائے گا۔

(طبقات الکبریٰ)

اس ضمن میں شیخ ابراہیم دسوقی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نصیحت فرماتے ہیں کہ میرے بھائی! اس دعویٰ سے بچو کہ تمہارا کوئی معاملہ خالص ہے یا کوئی حال ہے۔ اور جان لیں کہ اگر تم نے روزے رکھے تو

اللہ تعالیٰ نے رکھوائے۔ اگر تم نے نمازوں میں قیام کیا تو اسی نے تم سے قیام کرایا۔ اگر تم نے اور کوئی نیک کام کیا، تو اسی نے تم کو نیک کام پر لگایا۔ اگر تم نے اہل اللہ فقراء کے ساتھ محبت و معرفتِ الٰہی کے جام پئے تو اسی نے توفیق دی۔ اگر تم گناہوں سے بچے تو اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو بچایا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا، درمیان میں تم کچھ بھی نہیں ہو۔ لہٰذا تم اپنے گنہگار ہونے کا اعتراف کرو۔ ایک نیکی بھی تمہاری نہیں ہے۔ بھلا تمہاری نیکی کہاں سے آئی؟ اللہ تعالیٰ نے ہی تم پر احسان کیا (اور نیکی کی راہ پر لگایا) اور وہی تم پر حکمران ہے۔ چاہے وہ مقبول بنائے، چاہے مردود۔

(طبقات الکبریٰ)

ایک دن حضرت شاہ شجاع کرمانی قدس سرہٗ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک درویش نے کھڑے ہو کر کچھ روٹیاں مانگیں۔ مگر کسی شخص نے اس کا سوال پورا نہ کیا۔ اس پر آپ (حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ) نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے پچاس حج کو اس کی طلب کردہ روٹیوں کے عوض خرید لے اور روٹیاں اس درویش کو دے دے۔ ایک فقیہہ بھی اس جگہ موجود تھا اس نے کہا اے شیخ! تو نے شریعت (کے اعمال) کو ہلکا سمجھا ہے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی اپنے آپ کو قیمتی نہیں جانا۔ لہٰذا میں اپنے اعمال کی کیسے قیمت مقرر کروں گا۔

(نفحات الانس جامیؒ)

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کے کام اپنے جس بندے سے چاہے لے لیتے ہیں۔ نیکی کے کام کرنے میں بندے کا نہ کوئی ذاتی اختیار ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی قابلیت اور استعداد کو دخل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔

(مجلسِ ذکر مطبوعہ خدام الدین ۲۰ ستمبر ۱۹۵۷ء)

بقیہ : ذکر کی تلقین

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوئی اور اپنی آپ بیتی سنائی۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اُس مظلومہ کی آنکھوں میں ڈالا اور اُس کی آنکھیں بالکل درست ہو گئیں اور اُس کی بینائی واپس آگئی۔

حاصلِ کلام

میرے محترم بزرگو! اسلام کی تاریخ ایسے حیرت انگیز واقعات سے بھری پڑی ہے کہ ذکر الٰہی کی برکت سے ہر مشکل آسان ہو گئی۔ ہم سب کو بھی چاہئے کہ اپنے تمام کاموں کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ وقت فارغ کر کے اللہ کی یاد کریں۔ اللہ کے نیک بندوں کی مجلس میں بیٹھا کریں۔

ارشادِ نبوی

فتنوں کا دور

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال بنا لیا جائے گا اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور علم غیر دین کے لئے حاصل کیا جائے گا، اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ اور والدہ کی نافرمانی۔ اور دوست کو قریب کرے گا اور والد کو دُور ہٹائے گا —— اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، اور قبیلہ کا سردار ان کا فاسق ہوگا۔ اور قوم کا وڈیرا ان کا کمینہ اور گھٹیا آدمی ہوگا —— اور آدمی کی عزت اس کی شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی —— گانے والیاں اور آلات لہو ولعب (باجے گاجے) بہت ہو جائیں گے —— شرابیں پی جائیں گی —— اس امت کے آخر میں آنیوالے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ سو ایسے وقت تم سرخ ہوا کے چلنے۔ زلزلہ کے آنے زمین میں دھنسائے جانے شکلوں کے بگاڑے جانے اور آسمان سے پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو۔ (اسکے علاوہ) اور بہت سی مسلسل نشانیاں ایسے آئینگی جیسے ہار کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد موتی لگاتار گرتے ہیں

تعارف و تبصرہ

براۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عثمان بن ابی عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات گرامی، شخصیت، کردار اور خدمات ملّیہ کے خلاف جناب مودودی صاحب کی کتاب خلافت وملوکیت میں جو زہر بھرا ہے، جو کتابیں اس کا تریاق بنیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے جس کے مصنف مشہور محدث وفقیہہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ ہیں۔ مولانا موحوم کا یہ جوابی مقالہ جناب کوثر نیازی صاحب کے رسالہ شہاب میں چھپا لیکن کوثر صاحب کا مسلک چونکہ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام ہے۔ اس لئے مقالہ اصلی شکل میں شائع نہ ہو سکا کہ وہ بیک وقت دونوں اطراف کے لوگوں کو راضی رکھنا چاہتے تھے، اس المیہ کے پیشِ نظر حضرت امیر شریعت قدس سرہٗ کے خلف الرشید مولانا ابوذر بخاری مدظلہ نے مولانا کی اجازت سے اسے بتمامہٖ چھاپا جس کے وسیع تر اثرات ایک دنیا نے قبول کئے اب ایک عرصہ کے بعد مکتبہ صدیقیہ سبزی منڈی حضرو ضلع اٹک نے بڑی خوبصورتی سے اس کا عکس چھاپا ہے۔ جس کی قیمت ۶/۵۰ روپے انتہائی مناسب وموزوں ہے، خدام وعاشقان صحابہ کے لئے یہ رسالہ نہایت قیمتی ہے۔ اور بھولے بھٹکے مسلمانوں کے لئے خضر راہ۔

شاہ اسماعیل شہید پر الزامات کی حقیقت اور موت کی باتیں

یہ دونوں رسالے عمران اکادمی ہم۔بی اردو بازار لاہور نے شائع کئے ہیں۔ کتابت وطباعت معیاری ہے اور کاغذ سفید، پہلے رسالہ کی قیمت -/۶ روپے اور دوسرے کی -/۵ روپے ہے ــ امام المجاہدین حضرت السید محمد اسماعیل شہید بالاکوٹ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے متعلق انگریز کے حاشیہ برداروں، فتنہ تکفیر کے ناخداؤں اور بریلی شریف کے واعظوں اور قصہ گویوں کے الزامات ــ ایسے جن میں صداقت نہیں اور جو خوفِ خدا سے عاری ہو کر لگائے جاتے ہیں ــ کے ٹھوس اور مفصل جواب ترجمان اہلسنت اور وکیل اہل حق مولانا محمد منظور نعمانی کے قلم سے۔ دیکھنے اور پڑھنے اور پڑھ کر سنبھال رکھنے اور پھیلانے کے قابل رسالہ ــ جس کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا برادران اہلسنت کا فرض ہے ــ موت کی باتیں ــ نام سے ظاہر ہے کہ موت کی اٹل حقیقت پر گفتگو ہے۔ مولانا احترام الحسن کاندھلوی جیسے منجھے ہوئے قلم کا شاہکار ــ بہت اہم اور ضروری رسالہ۔ کثرت سے خریدیں، پڑھیں پڑھائیں۔ اس طرح آپ کو توجہ الی اللہ نصیب ہوگی رذائل سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔

سنت رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین

ہمارے فاضل دوست مولانا عبدالرشید کاشمیری کے قلم کا پہلا کارنامہ، احناف اور ان سے اختلاف رکھنے والے حضرات کے لئے قول فیصل ــ ائمہ اربعہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ رفع یدین نہیں کرتے۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کرتے ہیں ــ مسئلہ ترجیحات کا ہے اس میں قطعاً نقصان نہیں ہوتا ــ آج کل کے افسوسناک مجادلاتی ماحول میں ایسے سلجھے ہوئے رسائل امت کی بہتری کا ذریعہ بنیں گے اللہ تعالےٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ ۱۷۔ اردو بازار، لاہور

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ کے عشاق

اسلامی مشن سنت نگر لاہور ایک تبلیغی اور اصلاحی ادارہ ہے متعدد پمفلٹ اور رسائل ہزاروں کی تعداد میں مفت بانٹ چکا ہے ہلکا پھلکا ضروری لٹریچر واجبی قیمت پر بھی فروخت کرتا ہے جن میں سے دو یہ رسالے ہیں جو محترم غلام نبی صاحب ایم اے اور اختر احسن صاحب کے

ذکرِ الٰہی کی تلقین

پہلی ماہانہ مجلسِ ذکر، واہ کینٹ
منعقدہ ۲۵ اگست ۱۹۸۳ء
از محترم حافظ قاضی محمد راشد الحسینی صاحب
پروفیسر کیڈٹ کالج حسن ابدال
مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم گذشتہ ۲۰ سال سے واہ کینٹ میں درسِ قرآن اور درسِ حدیث دے رہے ہیں۔ اگست ۱۹۸۳ء سے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ہر ماہ کی آخری جمعرات کو آپ منزل انوار القرآن، بی۔۲۵۸، لالہ رخ، واہ کینٹ میں بعد نماز مغرب مجلسِ ذکر کرایا کریں گے۔ پہلی مجلسِ ذکر آپ کے صاحبزادہ جناب حافظ قاری قاضی محمد راشد الحسینی صاحب نے کرائی چونکہ آپ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے سلسلہ میں مرحوم کے گاؤں تشریف لے گئے تھے۔ انشاء اللہ آئندہ حضرت قاضی صاحب خود مجلسِ ذکر کرایا کریں گے۔ اور یہ تحفہ ہر ماہ قارئین خدام الدین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ (احقر محمد عثمان غنی)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (الجمعہ ۱۰)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

اطمینانِ قلب کا نسخہ

محترم بزرگو! قبلہ والد صاحب کے ارشادِ گرامی کے مطابق حاضرِ خدمت ہو گیا ہوں ورنہ من آنم کہ من دانم۔ میں نے سورۃ جمعہ کی دسویں آیت تلاوت کی ہے جس میں انسان کو بھلائی حاصل کرنے کا آسان اور سستا نسخہ بتا دیا گیا ہے۔ کثرتِ ذکر سے کامیابیوں اور بھلائیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں دوسری جگہ اطمینانِ قلب کا آسان اور سستا نسخہ مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ٥ (الرعد ۲۸)

ترجمہ: سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں دل۔

آپ دیکھتے ہیں کہ آج لوگ اطمینانِ قلب سے یکسر محروم ہیں۔ بڑے بڑے دولتمندوں کا حال معلوم کریں تو پتہ چلے گا کہ وہ اس اطمینانِ قلب کی دولت سے بالکل محروم ہیں۔ ؎

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلّی دل کو ملتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

ایک عجیب واقعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضورؐ! میں فلاں کافر کی خادمہ ہوں اور میں اسلام لانا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ تمہاری زندگی دوبھر کر دے گا۔ عرض کیا میں برداشت کروں گی چنانچہ آپؐ نے اس کو مسلمان کیا اور وہ چلی گئی۔ جب اس عورت کے مالک کو معلوم ہوا تو اس نے اسے کہا کہ میں تمہاری دونوں آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دوں گا اگر تو اسلام پر کاربند رہی۔ اس نے سُنی ان سُنی کر دی۔ ایک رات وہ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر مصلے پر بیٹھی ذکرِ الٰہی میں مصروف تھی تو اس ظالم نے اس کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ اس بے چاری نے کہا میں نے سارا دن تیری خدمت کی اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اللہ سے لو لگا کے بیٹھ گئی اس میں تیرا تو کوئی نقصان نہیں۔ مگر اس ظالم نے دونوں آنکھوں میں تیز گرم سلائیاں پھیر دیں اور اس کی بینائی جاتی رہی۔ اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا کہ جا اب محمد کے پاس

(باقی ۲۵ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ ——— ہفت روزہ خدام الدین لاہور ———
فون رہائش ۳۱۱۱۸۲ مدرسہ ۴۹۸۰ ۱

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں ۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

پرانی کھانسی

س : بندہ کو بچپن سے کھانسی کا مرض لاحق ہے ۔ اکثر وقت کھانسی میں گذرتا ہے ۔ پڑھاتے وقت ، نماز کے وقت ، نیز دوڑنے تیز پڑھنے ، زیادہ گرمی ، سردی میں چلنے کی صورت میں شدید کھانسی ہوتی ہے ، سینے میں سوزش ہوتی ہے ۔ دن بھر میں ایک پیالہ بلغم نکلتی ہے ۔ جسمانی لحاظ سے کمزور ہوں ۔ سات ماہ سے بایاں ہاتھ اور پاؤں سُن ہونے لگے ہیں ۔ بے خوابی ، بھوک کی کمی اور قبض بھی شدید رہتی ہے ۔ ڈاکٹروں کی گرم ادویات اور ٹیکوں سے جسم میں بہت زیادہ گرمی خشکی ہو گئی ہے ۔ اور ان کے علاج سے کوئی فرق نہیں پڑا ۔

واحد علی ، ہارون آباد

ج ۔ آپ روزانہ لعوق سپستان دن میں چار پانچ مرتبہ استعمال کریں دوپہر کے کھانے کے درمیان روغن زیتون کی ایک چمچی پی لیا کریں ۔ روزانہ صبح ناشتہ سے پہلے ایک چمچی شہد خالص ایک کپ پانی میں جوش دے کر پی لیا کریں ۔ انشاء اللہ صحت ہوگی ۔

لکنت اور سگریٹ نوشی

س : بندہ نے نو سال پہلے قرآن حکیم حفظ کیا تھا لیکن زبان میں لکنت ہے اور جب تیز پڑھتا ہوں تو زبان اٹک جاتی ہے سات سال سے سگریٹ پیتا ہوں چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن چھوڑ نہیں پاتا ۔ براہِ کرم کوئی دوا دیں جس سے دونوں چیزیں چھوٹ جائیں ۔

(حافظ عبدالرزاق ، چنیوٹ)

ج : دارچینی ایک تولہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں اور جیب میں رکھ لیں ۔ دن بھر میں صبح سے رات تک وقتاً فوقتاً ایک ایک ٹکڑا منہ میں رکھ کر چوستے رہیں ۔ نیز جب بھی سگریٹ پینے کو جی چاہے اس وقت دارچینی کا ٹکڑا منہ میں رکھ کر چوسنا شروع کر دیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا ۔

بول الفراش

س : میرا بچہ بعمر آٹھ نو سال جامعہ رشیدیہ میں قرآن حفظ کر رہا ہے ۔ اس بچے کو پیشاب کی بیماری ہے ۔ رات کو سوتے میں چارپائی پر پیشاب کر دیتا ہے اور دن کے وقت بھی کبھی کبھار بیٹھے بیٹھے پیشاب نکل جاتا ہے ۔ یہاں ڈاکٹری علاج بہت کرایا ہے اور ایک دو حکیم صاحبان سے بھی دوائی لی ہے لیکن آرام نہیں آیا ۔ برائے مہربانی کوئی اچھا سا نسخہ تحریر فرمائیں ۔ یا کوئی تیار شدہ دوائی روانہ فرمائیں

محمد انور بٹ

کلاتھ مارکیٹ صادق آباد

ج ۔ بچے کو درج ذیل نسخہ تیار کر کے دو ہفتے متواتر کھلائیں اور پھر کیفیت سے مطلع کریں ۔

۱ ۔ زیرہ سفید ۱ تولہ (۲) کندر ۱ تولہ (۳) حب الآس ۱ تولہ (۴) شہد خالص ۹ تولہ ۔ پہلی تینوں اشیا ، باریک پیس کر ان میں شہد ملا لیں دوائی تیار ہے ۔ روزانہ ۶ ماشہ دوائی رات سوتے وقت کھلایا کریں ۔ انشاء اللہ صحت ہوگی ۔